Shnakhat VOL- 3, ISSUE- 4, 2024

Online ISSN : 2709-7641 Print ISSN 2709-7633

Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**

Review Type: **Double Blind Peer Review**

Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

Maulana Rum's Allegorical Story "The أAn interpretation of Masnavi-e Merchant and the Parrot"

مثنویِ مولانا روم کی تمثیلی کہانی "تاجر اور طوطا" کی تشریح

Dr. Shaukat Hayat
Assistant Professor, Department of Persian, University of the Punjab, Lahore. Email: shaukat.persian@pu.edu.pk
Dr. Naseem ur Rehman
Assistant Professor, Department of Persian, University of the Punjab, Lahore.

Abstract

This article contains a discussion about the interpretation of a well-known story "The Merchant and the Parrot" narrated in the first volume of the famous book Masnavi-e-Manavi by Maulana Jalaluddin Muhammad Balkhi Rumi. Rumi has been able to describe his mystical colors and mystic ideas in the best way in this story. In this story، Rumi has not only clarified many precise mystical points but also explained many important literary concepts. This story also reflects Rumi's worldly orientation and educational ideas. Rumi interprets the stories in his Masnavi in a unique way. Irrespective of the subject matter and content, he imparts academic, mystical and enlightening meaning to these stories. He observes the actions of the characters and pay attention to their details. In some cases, the story becomes so complicated with some illustrative facts that it becomes difficult for the general public to understand its demands. This is the reason why in this article an attempt has been made to understand the above story in a mystical way.

Key words: Maulana, Rumi, Masnavi, Parrot, Merchant, Mystical, Allegory

کلاسیکی فارسی ادب میں تاثیرِ کلام میں اضافہ کرنے کے لیے مختلف تمثیلی کہانیاں بیان کی جاتی رہی ہیں۔ایسی کہانیاں اخلاقی، فلسفی، مذہبی اور سماجی مواد پر مبنی ہوتی ہیں اور اس قسم کے مواد کو محفوظ کرنے کا سب سے مؤثر ذریعہ ہیں۔کہانی کی تشریح کی طرف جانے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ تمثیل کیا ہوتی ہے۔

لغت میں تمثیل سے مراد مختلف مثالوں کے ذریعے کسی چیز کی وضاحت،اور کہانی یا واقعہ کی تصویر کشی ہے۔[محمد معین، دکتر؛ ص ۴۸۴]

منظر اعظمی نے تمثیل کے معنی و مفہوم کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے:

Shnakhat VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641
Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

" اب تمثیل کو لیجیے۔ تمثیل دراصل عربی کا لفظ ہے۔ تمثیل، سامنے ہونا، شکل دکھانا اور مثال دینا ہے۔ یعنی ایک چیز متشکل ہو کر سامنے آجائے۔ عربی میں یہ مختلف معنوں میں استعمال ہوتا رہا۔ چنانچہ تمثیل الحدیث بالحدیث معنی بیان کرنا۔ ہذا بیت مثل یمثل بہ یعنی یہ شعر مثال ہے جس کی مثال دی جاتی ہے۔ تمثیل مثالاً نمونہ بنانا، الشیٔ بالشیٔ مشابہت دینا اور التمثال تصویر اور مجسمہ کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔[اعظمی، منظر؛ ص ۵۳]

درسی اردو لغت میں تمثیل کے معنی یوں درج ہیں:

"تمثیل: (تم+ثی+ل) اسم، مونث، واحد۔ ا۔ مثال دینا، مشابہت، مطابقت۔ ۲۔ ڈراما، جس میں کسی کہانی یا واقعہ کو عمل کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔ نقل۔ جمع تماثیل" [درسی اردو لغت؛ ص ۳۹۳]

ادبی تنقید میں، سیروس شمیسا کے مطابق:

"تمثیل بیان حکایت و روایتی است کہ ھر چند معنای ظاھری دارد اما مراد گوینده معنای کلی تر دیگری است۔" (تمثیل ایسی حکایات اور روایات کا بیان ہے جن کے ظاہری معنی مختلف ہوتے ہیں لیکن بیان کرنے والا کا مقصد مختلف ہوتا ہے)۔[شمیسا، دکتر سیروس؛ ص ۲۰۵]

یعنی تمثیل ایک ایسا کام ہے جو علامتی داستانوں، مثالی کہانیوں، پراسرار مکالموں اور علامتی اثرات اور افسانوں کا مجموعہ ہے۔

فارسی ادب میں کہانیوں کا آغاز 'کلیله و دمنه' اور 'مرزبان نامہ' سے ہوا۔ مولانا جلال الدین رومی نے بھی "مثنوی معنوی" اور "فیہ ما فیہ" میں قرآنی، تاریخی اور عوامی حکایات کے ساتھ ساتھ تمثیلی کہانیوں کو بھی بیان کیا ہے۔ خاص طور پر "مثنوی معنوی" میں کافی تعداد میں تمثیلی کہانیوں کو بیان کیا گیا ہے۔

حیام قیوم اپنے آرٹیکل 'مولانا روم کی شاعری میں تشبیہ اور تمثیل' میں یوں رقمطراز ہیں:

"مشکل اور پیچیدہ موضوعات کو علامت کے ذریعے پیش کر کے روزمرہ کی تشبیہات اور تماثیل سے کام لے کر خوب نبھایا۔ تصوف کے باریک نکتے سمجھانے کے لئے قصے اور کہانیاں بھی شاعری میں بیان کی ہیں۔ تشبیہہ، استعارہ، علامت اور تمثیل کے پہلوؤں کو بیان کرنا نہایت مشکل اور پیچیدہ ہوتا ہے لیکن مولانا رومؒ نے اسے عام فہم بنا کر پیش کیا۔" [حیام قیوم؛ ص ۱]

قاری ذیشان نظامی نے اپنی کتاب حکایاتِ رومی میں مولانا کو تشبیہ اور تمثیل کا بادشاہ قرار دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"عارفِ رومی تشبیہ اور تمثیل کے بادشاہ ہیں"۔[نظامی، قاری ذیشان؛ ص ۵۵]

مثنوی معنوی حکمت و عرفان کا سمندر ہے۔ فطرت نے مولانا کو یہ ملکہ عطا فرمایا کہ ہر باریک نکتے کی وضاحت کے لیے ان کو دل نشین تشبیہ سوجھتی جو یقین آفرین بھی ہوتی اور وجد آفرین بھی۔ قاری ذیشان نظامی لکھتے ہیں:

Shnakhat
VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641
Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

"تمثیل کے انتہائی پرکشش اور دل میں اتر جانے والے اسلوب میں اخلاق و حکمت، تصوف و روحانیت اور انسان و کائنات کے لاتعداد مسائل ذہنوں میں آسانی سے اتار دینا مثنوی کا کھلا معجزہ ہے۔" [نظامی، قاری ذیشان؛ ص ۵۵]

سنائی اور عطار نے صوفی اشعار کے ذریعے تعلیمی اور فکری ماحول کا احاطہ کرنے میں اہم کردار کیا۔ عطار کی کہانی 'منطق الطیر' سیمرغ اور سات پرندوں کی تمثیل پر مشتمل ہے۔ اس لیے اسے تمثیلاتی اثر کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔

مثنوی مولانا روم میں طوطے کی علامت کو مختلف طریقوں سے پیش کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر، کہانی "دکاندار اور طوطا" میں اسے ایک محرک کے طور پر بیان کیا گیا ہے، "تاجر اور طوطا" میں اسے ایک کامل شخص کے طور پر بیان کیا گیا ہے جو خود کو پہچانتا ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ اس کہانی میں مولانا روم نے طوطے کی موت پر توجہ مرکوز کی ہے۔ کیونکہ موت کے لیے تیار ہونے والا طوطا ان لوگوں کے ارادوں اور خواہشات کی علامت ہے جنہوں نے اپنے آپ کو پہچان لیا ہے۔

محمود الحق اپنے مضمون طوطی اور سوداگر میں لکھتے ہیں:

"اگر بغداد کا سوداگر ہندوستان کی طوطیوں کو ایک قیدی طوطی کا پیغام پہنچاتا ہے تو اسے قید سے رہائی کی ترکیب سوداگر کے ذریعے پہنچادی گئی۔ جسے سوداگر کی قید میں روزانہ مرتی ہوئی طوطی نے خود کو مار کر قید سے رہائی کا پروانہ پالیا۔ جسے بظاہر طائر کی عقلمندی سے رہائی کی حکایت بنادیا گیا۔ مولانا رومی نے اپنی مثنوی میں تشبیہات اور استعارات میں ایسی کئی کہانیاں بیان کی ہیں۔ ان کے نزدیک طوطی تو دراصل ایک خوبصورت، خوش گفتار اور دل کو چھو لینے والے حسن سے آراستہ روح تھی جو نفس کی سلاخوں سے بنے جسم کی قید میں تھی۔ جس نے نفس کی قید سے رہائی کا پروانہ تحسین و رغبت آدمیت کی نفی سے حاصل کیا۔ حسن جب نچھاور ہونے کے لئے حد سے بڑھ جائے تو رغبت انسانیت صیاد بے رحم بن کر دبوچ لیتا ہے۔ پھر وہ نفس کی سلاخوں کے پیچھے قیدی بن کر رہ جاتا ہے۔" [محمود الحق؛ ص ۱]

طوطے کی موت ادب میں کوئی نئی علامت نہیں ہے۔ اور بھی بہت سے شعرا نے اس موضوع کو بیان کیا ہے۔ استاد بدیع الزمان فروزانفر نے کہا ہے کہ:

"اس قصے کے ماخذ چھٹی صدی ہجری میں شہرت رکھتے تھے، خاقانی اپنی کتاب "تحفۃ العراقین" میں طوطے کی موت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

من مردہ بہ ظاھر از پی جست
چون طوطی کاو بمرد و وارست"

[فروزانفر، استاد بدیع الزمان؛ ص ۷۵]

Shnakhat
VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641
Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

(اس طوطے کی طرح جو موت کے بعد خود کو آزاد کرلیتا ہے۔ میں خود کو آزاد کرنے کے لیے ایک لاش بن گیا ہوں۔)

مولانا روم کے پاس تصوفانہ اسرار و رموز کو منفرد انداز میں بیان کرنے کی ایک دلچسپ تکنیک ہے۔ خاص طور پر روزمرہ زندگی میں ظاہر ہونے والی باتیں انھیں زیادہ متاثر کرتی ہیں اور انہیں نیا موضوع فراہم کرتی ہیں۔ تصوف کی مشکل اور پیچیدہ تراکیب کو سہل اور سادہ انداز میں بیان کرنے میں کوئی بھی کتاب مثنوی معنوی کی برابری نہیں کر سکتی۔ تمثیلات کے بیان میں مولانا روم نے دیگر جانوروں کے ساتھ ساتھ پرندوں کی علامت کا استعمال بھی کیا ہے۔ بالخصوص طوطا مختلف کرداروں کو بیان کرنے میں مولانا روم کا پسندیدہ پرندہ رہا ہے۔

محمود الحق اپنے مضمون طوطی اور سوداگر میں لکھتے ہیں:

"دوسروں سے آزادی کا نعرہ بلند کرنے سے قیدی سوداگروں سے رہائی نہیں پاتے بلکہ اس زندگی کو فنا کر دیتے ہیں جو صیاد کو دلربائی عطا کرتی ہے۔ خوبصورت اور خوش الہان پرندے قید و بند کی صعوبتوں سے گزرتے ہیں مگر ملکہ ترنم کوئل نہایت خوبصورت، دلکش اور کانوں میں رس گھولنے والی آواز کے باوجود کھلے درختوں پر آزاد رہتی ہے۔ اس کی آزادی کا راز یہ ہے کہ وہ قید ہونے سے پہلے صیاد کے ہاتھوں میں ہائی بلڈ پریشر سے فنا ہو جاتی ہے۔ اس کا ایسے مرجانا آزاد زندگی کی علامت ہے۔" [محمود الحق؛ ص ۱]

مولانا جلال الدین رومی اہلِ طریقت کے لیے مخصوص طوطے کا استعارہ استعمال کرتے ہیں۔ مذہبی ریاکاروں کے لیے مذاق کے طور پر "سادہ طوطے" اور جہلاء کے لیے "اندھے طوطے" کو علامت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ لہٰذا مختلف صورتوں میں، نظم کی کہانی اور تشریح کے مطابق مختلف قسم کے طوطوں کی علامات کو دیکھا جا سکتا ہے جس سے کہانی میں نئے مفاہیم پیدا ہو جاتے ہیں۔ اہلِ طریقت نے موت سے پہلے مرنے کی تدبیریں کیں، یعنی اپنے آپ کو لالچ سے بچا کر "وصل" تک پہنچنے کے لیے خود کو ترک کر دیا۔

اگرچہ یہ کہانی پہلے بھی بیان کی جا چکی تھی، لیکن "مثنوی معنوی" میں یہ کہانی بالکل مختلف انداز میں لکھی گئی ہے۔ شیخ فرید الدین عطار نے جب جلال الدین محمد بلخی (مولانا روم) کے والد سے ملاقات کی تو انھوں نے مولانا روم کو اپنی مثنوی "اسرار نامہ" پیش کی اور مولانا روم کے والد بہاء الدین ولد سے کہا کہ یہ لڑکا بڑا ہو کر ایک عظیم انسان بنے گا۔ یہ صرف ایک اشارہ تھا۔ مولانا روم نے عمر بھر عطار کے آثار کی تعریف کی ہے۔ خاص طور پر عطار کی تصنیف "اسرار نامہ" کا "مثنوی معنوی" کی تشکیل پر کافی اثر ہے، اسی وجہ سے مولانا روم نے اپنی مثنوی میں عطار کی اسرار نامہ سے مختلف کہانیوں کو شامل کیا ہے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ طوطے نے جب اپنے ہم جنس سے التجا کی کہ مجھے قید سے نجات کی کوئی تدبیر بتائیں تو تاجر نے طوطے کی اس بات پر توجہ نہیں کی، وہ اس کے نتیجے سے بے خبر رہا اور اس نے دھوکہ کھایا:

بر شما کرد او سلام و داد خواست

Shnakhat
VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641
Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

وز شما چارہ وره ارشاد خواست

[رومی، جلال الدین محمد؛ ص ۱۷۹]

عطار نے کہانی "تاجر اور طوطا" کو چند اشعار میں بیان کیا تھا، لیکن مولانا روم نے اس کہانی کو طویل انداز میں بیان کیا ہے۔ مولانا روم کی بیان کی ہوئی کہانی میں متعدد دیگر اصطلاحات اور مضامین بھی شامل ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ تصوفانہ تصورات کو اپنے پیروکاروں کو آسانی سے سمجھانے میں بہت حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔ مولانا روم نے اس کہانی کو سات حصوں میں بیان کیا ہے۔ کہانی کے مرکزی حصے میں تعلیمی، اخلاقی اور فلسفیانہ افکار، آیات اور احادیث کی وضاحت دی گئی ہے، اس طریقے سے شاعر نے تعلیمی اور اخلاقی دونوں مسائل کی تشریح کرتے ہوئے قارئین کی توجہ اپنی طرف مبذول کروا کر تصوفانہ رموز کو نہایت عمدگی سے بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ کہانی کا نیا اور اچھوتا اندازِ بیان بلاشبہ اس کہانی کا جوہر ہے۔ کہانی کے آخری حصے میں طوطا تاجر کو بتاتا ہے کہ:

زانکہ آوازت ترا در بند کرد

خویش او مردہ پئی این پند کرد

[رومی، جلال الدین محمد؛ ص ۲۰۳]

(کیونکہ تیری آواز نے تجھے پنجرے میں ڈالا ہے، اس لیے اس نے طوطے نے اسی نصیحت کے لیے اپنے آپ کو مردہ بنالیا تھا۔)

مفتاح العلوم میں مولانا محمد نذیر عرشی نے اس کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے:

"آغاز قصہ میں طوطے کی زبان سے آزاد طوطوں کی طرف پیغام بھیجا گیا کہ کہ محبوسِ قفس طوطا آپ سے تدبیرِ نجات پوچھتا ہے۔ آخر پر جب طوطا آزاد ہو جاتا ہے تو تاجر کو بتاتا ہے کہ اس جنگلی طوطے نے مجھے عملاً وہ طریقہ بتادیا تھا جس سے میں نجات پا سکتا تھا۔ تماشا یہ ہے کہ محبوس طوطے نے ایک پیغام دیا۔ آزاد طوطے نے اس پیغام کو سمجھا اور عملاً جواب دیا۔ تاجر نے دونوں کے پیغامات پہنچائے مگر خود ان کا مطلب نہ سمجھ سکا۔ دونوں طوطوں نے ایک خفیہ تدبیر تاجر کے خلاف کی اور خود تاجر کو اس میں اپنا آلہ کار بنایا اور وہ سادگی سے اپنے مقصد کے خلاف ان کا ذریعہ مُراد بن گیا۔" [عرشی، مولانا محمد نذیر؛ ص ۶۱۳]

کہانی میں مولانا جلال الدین محمد بلخی طوطے کی علامت میں اپنے نظریاتی خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ "موت سے پہلے مر جاؤ" کا نعرہ لگاتے ہیں۔ مولانا روم کے مطابق مرنا طوطے کی ضرورت تھا، ورنہ وہ ہندوستان کے سوداگر سے اپنے دوستوں کو اس کی حالت بتانے کیلیے نہ کہتا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ یہ ضرورت ہر شخص کے لیے ضروری ہے۔ اہل طریقت طوطے کی طرح اپنی روح کو نہیں بچا سکتے جب

Shnakhat VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641 Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

تک کہ وہ "موت سے پہلے مر نہ جائیں"۔ نجات کے لیے موت کا سامنا کرنا ضروری ہے۔ لیکن یہ رضاکارانہ موت ہے جس کے نتیجے میں آدمی اپنے غرور اور خود اعتمادی کو چھوڑ دیتا ہے اور حقیقت کے جوہر تک پہنچنے کا راستہ تلاش کرتا ہے۔

یعنی ای مطرب شدہ باعام وخاص

مردہ شو چون من کہ تا یابی خلاص

[رومی، جلال الدین محمد؛ ص ۲۰۳]

(یعنی اے خاص وعام کو مست کرنے والے۔ میری طرح بن جاتا کہ نجات پائے)

واضح رہے کہ انبیاء اور اولیاء کے لیے فطری موت، موت نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ اپنی فطری موت سے پہلے ہی اپنے نفس کو فنا کر دیتے ہیں اور آگاہی کی بلندی پر فائز شخص اس طریقے سے خدا کے قریب پہنچ جاتا ہے۔

یعنی اپنے نفس کو مارنے کا مقصد قربِ خدا کا حصول ہے۔ ہر کوئی اس درجے تک نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ خواہشات نفسانی سے بچ کر ہی اس درجے تک پہنچنا ممکن ہے۔ غیر طبعی موت تب وقوع پذیر ہوتی ہے جب انسان خدا کی قربت کے حصول کے لیے حرص سے آزاد ہو جاتا ہے۔

رضاکارانہ موت یا خواہشاتِ نفسانی کی موت سے مراد دنیا کے وجود اور اس کے معاملات سے مکمل طور پر لا تعلق ہو جانا ہے۔ اس صورتحال کا سامنا کرنے والے کو اپنے جسم کی موجودگی کا احساس تک نہیں ہوتا۔ طبعی موت اس سے مختلف نہیں ہوتی۔

خواجہ باخود گفت این پندِ من ست

راہ او گیرم کہ این رہ روشن ست

[رومی، جلال الدین محمد؛ ص ۲۰۵]

(تاجر نے خود سے کہا کہ یہ میرے لیے ایک نصیحت ہے۔ میں آئندہ اس کی راہ اختیار کروں گا کیونکہ یہ راستہ روشن ہے۔)

مفتاح العلوم میں مولانا محمد نذیر عرشی نے اس کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے:

"وہ راستہ یہ ہے کہ 'موتوا قبل ان تموتوا' پر عمل کرے۔ یعنی جس طرح مردہ اپنے ارادہ اور اپنی شہوت وغضب سے خالی ہو جاتا ہے، اسی طرح حق تعالیٰ کے ارادہ ورضا کے سامنے اپنی خواہش اور رائے کو ہیچ سمجھ۔" [عرشی، مولانا محمد نذیر؛ ص ۶۱۸]

رومی نے مثنوی کی چوتھی جلد میں "تین مچھلیاں اور شکاری" میں یہی واقعہ بیان کیا ہے جب اس نے دوسری مچھلی کی حالت بیان کی ہے۔ اس ضمن میں وہ ایک حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

مردہ گردم خویش بسپارم بآب

Shnakhat VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641 Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

مرگ پیش از مرگ امن است از عذاب

مرگ پیش از مرگ امنست ای فتیٰ

این چنین فرمود مارا مصطفیٰ

گفت موتوا کلکم من قبل ان

یاتی الموت تموتوا بالفتن

[رومی، جلال الدین محمد؛ ص ۲۲۰] جلد چہارم

(میں اپنے آپ کو مردہ بناتی ہوں اور پانی کے سپرد کرتی ہوں، مرنے سے پہلے مرنا عذاب سے امن ہے۔ اے نوجوان! مرنے سے پہلے مر جانا امن ہے، مصطفیٰ ﷺ نے ہم سے ایسا ہی فرمایا ہے۔ فرمایا تم سب مر جاؤ اس سے پہلے کہ موت آئے اور فتنوں سے مرو۔)

اگرچہ مذکورہ کہانی ایک طوطے کے بارے میں ہے، لیکن بعض مقامات پر مولانا نے اسے بلبل سے تعبیر کیا ہے۔ مثال کے طور پر:

روی بالا کرد و گفت ای عندلیب

از بیانِ حالِ خودمان دہ نصیب

[رومی، جلال الدین محمد؛ ص ۲۰۳]

(اس نے اپنا سر اٹھایا اور کہا اے بلبل، ہمیں اپنے حال کے بیان سے حصہ دو)

کیونکہ بلبل اور طوطے کے پروں دونوں کو ایک روح کی علامت بھی سمجھا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

"فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ - وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ - كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ" [کنز الایمان؛ الانعام: ۱۲۵، ص ۲۷۴]

ترجمہ کنز الایمان: اور جسے اللہ راہ دکھانا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہے اس کا سینہ تنگ خوب رکا ہوا کر دیتا ہے گویا کسی کی زبردستی سے آسمان پر چڑھ رہا ہے۔ اللہ یونہی عذاب ڈالتا ہے ایمان نہ لانے والوں کو۔ [کنز الایمان؛ ص ۲۷۴]

Shnakhat
VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641
Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جب یہ آیت ’’اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ‘‘ تلاوت فرمائی تو صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سینے کا کھلنا کس طرح ہوتا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ جب نور دل میں داخل ہوتا ہے تو وہ کھلتا ہے اور اس میں وسعت ہوتی ہے۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: اس کی کیا علامت ہے؟ ارشاد فرمایا: ’’ہمیشگی کے گھر (یعنی جنت) کی طرف متوجہ ہونا اور دھوکے کے گھر (یعنی دنیا سے) دور رہنا اور موت کے لئے اس کے آنے سے پہلے آمادہ ہونا۔[البیہقی، امام ابی بکر احمد بن الحسن؛ ص۳۵۶]

مولانا روم نے بھی اسی حدیث کا درس دیا ہے۔ "موت آنے سے پہلے اس کے لیے تیاری کرو" کے اظہار میں مختلف معنی پوشیدہ ہیں۔ یعنی ان تمام سانحات کے لیے تیار رہنا ضروری ہے جن کا مستقبل میں انسان کو سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ رومی کا نعرہ بھی یہی ہے کہ موت کا سامنا بے خوف ہو کر کرو۔ اس خیال کو قاری کے ذہن تک پہنچانے کے لیے وہ بڑی مہارت کے ساتھ "تاجر اور طوطے" کے استعارے کا استعمال کرتے ہیں۔

طوطا یہاں پر روح کی علامت ہے۔ تاریخی کہانیوں میں یہ بات مشہور ہے کہ طوطا ہندوستانی نژاد ہے۔ فلسفیانہ کہانیوں میں طوطا ایک اجنبی پرندہ ہے۔ ہندوستانی املاک سے آنے والا طوطا ہر وقت اپنے وطن واپس جانے کی جستجو میں رہتا ہے اور اپنے ساتھیوں کو دیکھنے کی خواہش رکھتا ہے۔

مولانا روم نے کہانی کے مندرجات پر مجموعی طور پر کافی غور کرنے کے بعد طوطے کی ایک فنکارانہ شبیہ بنائی ہے تاکہ اس صورتحال کا اظہار کیا جاسکے جب روحیں اپنے وطن واپس آئیں گی۔

بہت سی روایات کے مطابق عرب پرندوں کی اقسام کو روح کی اقسام سمجھتے ہیں۔ "متعدد احادیث کے مطابق جنت میں مومنین کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں ہوں گی۔" [کنز الایمان، ص ۱۴۳]

کہانی کے ساتھ ساتھ مولانا جلال الدین رومی تشریح بھی پیش کرتے ہیں۔ وہ کہانی بھی بیان کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ کہانی کے اندر معنی کی دنیا کو ظاہر کرنے کے لیے اس کی تشریح بھی کرتے ہیں۔ یہ طریقہ دو طرح سے مفید معلوم ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کہ پڑھنے والا یا سننے والا نا صرف کہانی کے پلاٹ پر بلکہ اخذ کردہ نتائج پر بھی توجہ مرکوز رکھتا ہے۔ دوسرا یہ کہ مولانا روم کہانی کے ایک حصے کے اختتام کے بعد اس حصے کے نتائج کا خلاصہ بیان کرتے ہیں۔ یہ تکنیک قاری کے ذہن میں تصوفانہ خیالات کو متعارف کرانے کا سب سے آسان طریقہ تھا۔

Shnakhat

VOL- 3, ISSUE- 4, 2024

Online ISSN : 2709-7641

Print ISSN 2709-7633

Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**

Review Type: **Double Blind Peer Review**

Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

مولانا روم روایت کے مفہوم کا خلاصہ بیان کرنے کے بعد اس کے تفصیلی مفہوم کی طرف توجہ مبذول کروانے کے لیے مختلف عناصر کی تشریح کرتے ہیں اور انسان کامل کے بارے میں مختلف تصورات کی وضاحت کرتا ہے اور معاشرے میں اس کا اعلیٰ مقام قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اس کہانی میں تصوف کے پیچیدہ تصورات کی عکس بندی کی وجہ سے مولانا روم کے تخیل کی وسیع حدود کے ساتھ ساتھ اس کی شاعرانہ صلاحیتوں کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ انھوں نے بظاہر صرف ایک کہانی بیان کی ہے لیکن اس کہانی میں کئی موضوعات پر گفتگو کی ہے، اور کچھ تعلیمی، اخلاقی اور سماجی مسائل کو دریافت کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ البتہ دیگر موضوعات سے متعلق معاملات تصوف کے نظریات کی بنیاد پر زیر بحث آتے ہیں۔ رومی تصوف کو مذہبی فلسفیانہ جہت کے طور پر نہیں بلکہ انسانی جذبات کا احاطہ کرنے والے عمل کے طور پر سمجھتے ہیں۔ رومی کے مطابق، تصوف کے نمائندے کو اپنی زبان پر قابو پانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کہاں اور کیسے اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے، اور اسے جذباتی اور اخلاقی طور پر حساس ہونا چاہیے۔

مثنوی میں طوطے کی موت کے کئی معنی ہیں: اوّل، آدمی اپنے آپ کو فنا کیے بغیر کچھ حاصل نہیں کر سکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ انسان کو پتھر نہیں ہونا چاہیے بلکہ مٹی ہونا چاہیے، کیونکہ مٹی ہی سے پھول اگتے ہیں اور مٹی عاجزی کی علامت ہے اور عاجز انسان کو ہر جگہ تکریم کی نظر سے دیکھا جاتا ہے، جیسے مٹی سے پھول نکلتے ہیں۔ تیسرا، "موت" کا علامتی معنی لوگوں کو ایسے کام کرنے کی ترغیب دے سکتا ہے جن پر انہیں یقین نہیں ہے کہ وہ کر سکتے ہیں۔ رومی کے مطابق جو شخص اپنی مرضی سے مرنے پر آمادہ ہو جائے، وہ کامل انسان بن سکتا ہے۔ اگر سوداگر نے وہ الفاظ نہ کہے ہوتے، جو اس نے سنے تھے اور جن کا وہ تجربہ کر چکا تھا تو اس کا طوطا خود کو آزاد کر کے پنجرے سے باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ لیکن اس کہانی کا ایک اور پہلو یہ بھی ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ طوطے کی موت نے سوداگر کو احساس دلا دیا کہ اسے اپنی زندگی کیسے گزارنی ہے۔ جیسا کہ محمود الحق اپنے مضمون طوطی اور سوداگر میں لکھتے ہیں:

"انسان کے لئے پیغام انسانیت ہے، پیغام آدمیت ہے۔ آدمی نے مادیت کا پیغام خود سے پہنچانا شروع کر دیا ہے۔ جس کی اساس مادہ پرستی ہے۔ مادہ پرستی نفس کے درون قید خانہ کی بالکونی ہے۔ جہاں سے روح کی آمد ورفت کی راہ میں دعوت گمراہی کا انتظام ہوتا ہے۔" [محمود الحق؛ ص ۱]

کتاب شناسی:

- شمیسا، دکتر سیروس؛ (۱۳۷۰ش)، بیان، چاپ اول، انتشارات فردوس، تہران۔
- اعظمی، منظر؛ (۱۹۹۲ء)، اردو میں تمثیل نگاری، انجمن ترقی اردو، نئی دہلی۔

Shnakhat
VOL- 3, ISSUE- 4, 2024
Online ISSN : 2709-7641
Print ISSN 2709-7633
Name of Publisher: **Shnakhat Research & Educational Institute**
Review Type: **Double Blind Peer Review**
Area of Publication: **Arts and Humanities (miscellaneous)**

- البیھقی،امام ابی بکر احمد بن الحسن؛(۱۹۸۷ء)،کتاب الزھد الکبیر،دار الجنان،بیروت،لبنان
- بریلوی،امام احمد رضا خان؛(س ن)،کنز الایمان مع تفسیر خزائن العرفان،مکتبہ المدینۃ،کراچی۔
- درسی اردو لغت؛(۲۰۱۲ء)،مقتدرہ قومی زبان پاکستان،اسلام آباد۔
- رومی،مولانا جلال الدین محمد؛(بی تا)،مثوی مولوی معنوی،بترجمہ: قاضی سجاد حسین،دفتر اول،حامد اینڈ کمپنی،لاہور۔(الف)
- رومی،مولانا جلال الدین محمد؛(بی تا)،مثوی مولوی معنوی،بترجمہ: قاضی سجاد حسین،دفتر اول،حامد اینڈ کمپنی،لاہور۔(ب)
- عرشی،مولانا محمد نذیر؛(۲۰۰۵ء)،مفتاح العلوم،شرح مثنوی مولانا روم،دفتر اول،الفیصل ناشران وتاجران کتب،لاہور۔
- فروز انفر، استاد بدیع الزمان؛(۱۳۸۱ش)، احادیث و قصص مثنوی، ترجمہ: دکتر حسین داوری، چاپ دوم، انتشارات امیر کبیر، تہران۔
- محمد معین،دکتر؛(۱۳۸۱ش)،فرہنگِ فارسی،جلد اول،کتابخانہ ٔ ملی ایران،تہران۔

Internet References:

- حیام قیوم؛(۲۰۱۶ء)،مثنوی مولانا روم میں تشبیہ اور تمثیل،مجلہ ہلال،اردو،لنک: Hilal Publications
- محمود الحق؛(۲۰۲۱ء)، طوطی اور سوداگر، اردو محفل، زمرے، محفل ادب، جہان نثر، آپ کی تحریریں، جنوری ۱۰، ۲۰۲۱، لنک: طوطی اور سوداگر | اردو محفل فورم